تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم
۲۱ تا ۲۷ ستمبر ۲۰۰۰ء (۲۲ تا ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ)
مدیر : حافظ عاکف سعید

اللہ تعالیٰ اہل باطل کی رسی دراز کیوں کرتا ہے؟

"جن لوگوں نے کفر کیا ہے' وہ یہ خیال نہ کریں کہ انہیں ہم جو ڈھیل دے رہے ہیں' یہ ان کے لئے بہتر ہے' ہم انہیں صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ ان کے گناہ اور زیادہ ہو جائیں اور اُن کے لئے رسوا کن عذاب ہے!" (آل عمران : ۱۷۸)

اس آیت میں سلسلہ کلام کا تعلق اس شبہ سے ہے جو بعض قلوب میں ابھرتا ہے اور اس غصے سے ہے جو بعض نفوس میں جوش مارتا ہے۔ اہل ایمان دیکھتے ہیں کہ اللہ اور دین حق کے دشمنوں کو چھوٹ ملی ہوئی ہے' ان پر عذاب نازل نہیں ہوتا' جبکہ اس کے برعکس وہ قوت' سلطنت اور مال و جاہ سے متمتع اور بہرہ مند ہیں۔ اس صورتحال سے اہل ایمان اور ان کے اردگرد دوسرے انسانوں کے قلوب فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور کمزور ایمان والے اللہ کے بارے میں ناحق اور جاہلانہ خیالات کرنے لگتے ہیں۔ انہیں خیال ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ —— حاشاوکلا —— باطل' شر' کفر اور سرکشی و طغیان سے راضی ہے' اسی لئے وہ انہیں ڈھیل دے رہا اور اُن کی رسی دراز کر رہا ہے۔ یا وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ باطل کو کھلا چھوڑ دیتا ہے کہ وہ حق کا سر کچل دے' اور وہ حق کی نصرت کے لئے معرکہ حق و باطل میں مداخلت نہیں کرتا۔ کبھی وہ خیال کرتے ہیں کہ شاید باطل ہی حق ہے ورنہ اللہ اسے نشو ونما پانے' بڑھنے اور پھلنے پھولنے اور غالب ہونے کا موقع کیوں دیتا ہے۔ کبھی وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ باطل حق پر غالب ہونے کے لئے ہے اور حق کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ فتح و نصرت سے ہم کنار ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ باطل پرستوں' ظالموں سرکشوں اور مفسدوں کو چھوڑ دیتا ہے کہ وہ نافرمانی میں بڑھتے چلے جائیں' کفر میں تیز گام ہوں اور سرکشی میں شدید سے شدید تر ہوتے چلے جائیں اور وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ دنیا کے معاملات ان کے حق میں اور اُن کے قابو میں ہیں اور کوئی قوت نہیں ہے جو انہیں چیلنج کر سکے۔

لیکن یہ سب وہم باطل ہے اور اللہ کے بارے میں ناحق خیال و گمان ہے۔ حقیقت یہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل کفر کو متنبہ کر رہا ہے کہ وہ اس خیالِ خام میں مبتلا نہ ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اِس کفر کے باعث جس کے سلسلے میں وہ سرگرم و تیز گام ہیں' انہیں نہیں پکڑتا اور وہ انہیں دنیا کا کچھ ساز و سامان دے دیتا ہے اور وہ اس سے متمتع ہوتے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ اس ابتلاء پر ان کا مواخذہ نہیں کرتا تو اُس کی حیثیت اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ ایک فتنہ ہے' اللہ کی محکم اور خفیہ تدبیر ہے اور یہ اس کا دورِ استدراج ہے.....!

(سید قطب شہید کی تفسیر "فی ظلال القرآن" سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ الھدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ اداریہ 3
☆ امیر تنظیم کا خطابِ جمعہ 4
☆ گوشہ خلافت 6
☆ مکتوب شکاگو 7
☆ دین و دانش 8
☆ تنظیم و تحریک 9
☆ گوشہ خواتین 11
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس ۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

شمارہ : 37

قیمت : 3 روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الھدیٰ

سورۂ فاتحہ (۱)

﴿ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۝ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۝ ﴾

"کل شکر اور کل ثنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا مالک اور پروردگار ہے۔ بہت رحم کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ جزا و سزا کے دن کا مالک و مختار ہے (اے رب) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کریں گے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہیں گے۔ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت بخش دے۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا جن پر نہ تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ہی وہ گمراہ ہوئے۔ آمین"

سورۂ فاتحہ سب سے پہلی مکمل سورہ ہے جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی' اس سے قبل آپ پر متفرق آیات مبارکہ نازل ہوئی تھیں۔ اس سورۂ مبارکہ کی عظمت کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجر میں فرمایا ﴿ وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ۝ ﴾ (اے نبی!) بے شک ہم نے آپ کو عطا فرمائی ہیں سات دہرائی جانے والیاں (یعنی وہ سات آیات جو بار بار پڑھی جاتی ہیں' نماز کی ہر رکعت میں ان کا اعادہ ہوتا ہے) اور قرآن عظیم (عطا فرمایا)۔ سورۂ حجر کی اس آیت مبارکہ کے بارے میں مفسرین کا اجماع ہے کہ "سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ" سے مراد بھی سورۂ فاتحہ کی سات آیات ہیں اور "الۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ" بھی اسی سورۂ مبارکہ کو قرار دیا گیا ہے۔

سورۂ فاتحہ قرآن مجید کی افتتاحی صورت ہے جسے اس کی عظمت کے اعتبار سے "ام القرآن" اور اساس القرآن" بھی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ نہایت پر عظمت کلام الٰہی ہے لیکن اس کا اسلوب دعائیہ ہے' گویا بندوں کو تلقین کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا چاہو تو اس طریق کو اختیار کرو۔ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ ہماری نماز کا لازمی جزو ہے۔ نماز کی ہر رکعت میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔

اس سورۂ مبارکہ کے تین حصے ہیں۔ پہلی تین آیات میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کی گئی ہے۔ چوتھی آیت میں رب اور بندے میں عہد و پیمان ہے اور آخری تین آیات دعائیہ ہیں جن میں بندہ اپنے رب سے صراط مستقیم کا طلبگار ہوتا ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کے اختتام پر "آمین" کہنا مسنون ہے۔ آمین کے معنی ہیں "اے اللہ ایسا ہی ہو" گویا بندہ اللہ سے عاجزانہ انداز میں گزارش کرتا ہے کہ اے پروردگار' میری استدعا کو شرف قبول عطا فرما۔

فرمان نبویؐ

رضائے الٰہی

عن ابی أمامة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ :

((مَنۡ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبۡغَضَ لِلّٰہِ وَاَعۡطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسۡتَکۡمَلَ الۡاِیۡمَانَ))

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ ہی کے واسطے کسی سے محبت رکھے اور اللہ ہی کے واسطے کسی سے دشمنی رکھے۔ اللہ ہی کے واسطے کسی کو کچھ دے اور اللہ ہی کے واسطے کسی کو کچھ نہ دے تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا"۔

رسول اللہ ﷺ کی اس مختصر سی حدیث میں تکمیل ایمان کا ایک نہایت جامع اور مفید اصول بیان فرمایا گیا ہے جسے اختیار کر کے ہم لوگ اپنے ایمان کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک مومن کے لئے سب سے عزیز چیز اس کا ایمان ہے جسے وہ کسی قیمت پر بھی ضائع کرنا نہیں چاہتا' بلکہ ہر لحظہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ اُسے کمال تک پہنچائے۔

اصول یہ ہے کہ انسان کا ہر کام اور ہر حرکت صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہو۔ جو کام بھی وہ کرے یا کرنا چاہے پہلے دیکھ لے کہ اپنی کسی مصلحت یا ذاتی غرض کے لئے کر رہا ہے یا صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے کر رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انسان اپنے ہر عمل اور ہر ارادہ سے پہلے خوب غور کر لے کہ وہ یہ کام اللہ پاک کے کسی حکم اور اس کی رضا کے خلاف تو نہیں کر رہا ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے چار افعال کا ذکر کیا ہے کیونکہ یہی سب سے بنیادی کام ہیں۔ اگر انسان ان چاروں کاموں کو اللہ کے لئے کرے گا تو باقی کاموں کا اس نیت اور ارادے سے کر لینا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔ اسی کو اخلاص کہتے ہیں۔

اپنے تمام کاموں کی غرض صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی قرار دینے سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان کا ایمان ہر آلودگی' مطلب پرستی' خود غرضی اور ذاتی مصلحت سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے ہر کام میں برکت ہوتی ہے' کیونکہ اُسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید حاصل ہوتی ہے اور ہر ایک کام میں کامیاب رہتا ہے۔ بھلا جسے اللہ کی مدد حاصل ہو وہ ناکام کیسے رہ سکتا ہے۔ اس راہ سے انسان کا ایمان کمال درجہ تک پہنچتا ہے۔

انسان کی اس سے بڑی معراج کیا ہوگی کہ وہ اللہ کے لئے ہو جائے اور اللہ اس کا ہو جائے۔ جب انسان یوں اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دیتا ہے تو اس کے کامل اور مکمل ایماندار ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

حافظ عاکف سعید

کافر نتوانی شد' ناچار مسلمان شو!

گزشتہ ہفتے اقوام متحدہ کے ملینیم اجلاس میں شرکت کے بعد نیویارک سے وطن واپسی پر چیف ایگزیکٹو پاکستان جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کی سرزمین پر جو پہلی پریس کانفرنس منعقد کی اس کے آخر میں صحافیوں کی جانب سے جو اہم سوالات کئے گئے ان میں ایک سوال غربت کے خاتمہ سے متعلق بھی تھا۔ مذکورہ صحافی نے جس کے نام سے ہم واقف نہیں' یہ سوال کر کے جناب چیف ایگزیکٹو کو مدافعانہ انداز اختیار کرنے پر مجبور کر دیا کہ جناب پاکستان میں بسنے والے عام آدمی کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ ہم نے اقوام متحدہ کے اس تاریخی اجلاس میں سفارتی سطح پر کون کونسی کامیابیاں حاصل کیں اور عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کو زندہ کرنے کا کون سا قابل فخر کارنامہ انجام دیا' عام آدمی کا اصل مسئلہ دو وقت کی روٹی اور حصولِ روزگار کا ہے' مسلسل بڑھتی ہوئی بے لگام مہنگائی نے اس کے ہوش اڑا دیئے ہیں اور اس کے نزدیک حکومت کی کارکردگی کا واحد معیار یہ ہے کہ وہ گرانی کے جن کو قابو کرنے' بے روزگاری کے مسئلہ کو مثبت طور پر حل کرنے اور عام آدمی کو ریلیف دینے میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس میدان میں آپ کی حکومت کی کارکردگی کیا ہے؟ —— چیف ایگزیکٹو جو اس سے قبل ہر سوال کا جواب پُراعتماد انداز میں برجستہ طور پر دے رہے تھے اس سوال کے جواب میں پہلے تو گڑبڑائے پھر انہوں نے خود کو سنبھالا اور چند انتہائی واجبی سے اقدامات کا ذکر کرنے کے بعد جن میں غربت کے خاتمے کے لئے ایک خطیر رقم آئندہ سال کے لئے مختص کرنے کے علاوہ عوام کو مہیا کئے جانے والے تیس ہزار روپے فی کس سودی قرضے کا بطور خاص ذکر تھا' صاف لفظوں میں اپنی بے بسی کا اعتراف کیا کہ "اس کے علاوہ اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں!" کچھ اسی قسم کی بات ہمارے چیف ایگزیکٹو کی جانب سے جن کی صاف گوئی کی داد دینا پڑتی ہے' چند ماہ قبل ایک پریس کانفرنس میں سامنے آئی تھی جب انہوں نے پوری قوم کے سامنے یہ اعتراف کیا تھا کہ ہماری معیشت کیسے سدھر سکتی ہے حال یہ ہے کہ ہمیں قرضوں کے حصول کے لئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک والوں کے "گوڈے اور گٹے" (گھٹنے اور پاؤں) پکڑنے پڑتے ہیں۔

سب لوگ جانتے ہیں اور خود چیف ایگزیکٹو بھی اس امر سے بے خبر نہیں کہ مہنگائی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے' بے روزگاری کے عفریت پر قابو پانے اور عوام کو ریلیف دینے میں موجودہ حکومت بھی سابقہ حکومت کی طرح قطعی ناکام ثابت ہوئی ہے اور اس ضمن میں حکومت کی کوششیں خواہ کتنی ہی مخلصانہ کیوں نہ ہوں' تاحال بے نتیجہ ثابت ہوئی ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ حالات مسلسل بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ عالمی بینک کی جاری کردہ ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق پچھلے چند برسوں کے دوران ہمارے ملک میں غربت کی شرح یکلخت دگنی ہو گئی ہے۔ ہمارے ملک کی آبادی میں ۱۹۹۰ء تک اگر ۱۷ فیصد افراد پاورٹی لائن (غربت کی لکیر) سے نیچے زندگی گزار رہے تھے تو آج یہ تعداد ۳۴ فیصد سے متجاوز ہو چکی ہے جس کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک کا متوسط طبقہ تیزی کے ساتھ اس غریب اور بدحال طبقے میں شامل ہو رہا ہے جس کے افراد زندگی گزارنے کی کمترین ضروریات سے بھی محروم ہیں اور فقر کی آخری حدوں کو چھو رہے ہیں۔ جی ہاں فقر کی وہی آخری حد جس کے بارے میں آنحضور ﷺ نے ہمیں پیشگی وارننگ دے دی تھی کہ "کاد الفقر ان یکون کفرا" (فقر انسان کو کفر کے دہانے تک پہنچا دیتا ہے) المیہ یہ ہے کہ اس تشویشناک صورتحال کے خاتمے کی بظاہر دور دور کوئی صورت نظر نہیں آتی بلکہ صحیح تر الفاظ میں غربت اور فقر کا خاتمہ تو دور کی بات ہے اس کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکنے کا بھی کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ بالکل ظاہر و باہر ہے کہ ہم خود سودی قرضوں کے اس منحوس گرداب (Vicious Circle) سے نکلنے کے لئے تیار نہیں ہیں جو ہماری معاشی بدحالی اور معیشت کی تباہی کا اصل سبب ہے۔ بقول شاعر ؎

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ہماری اسی سادہ لوحی کا مظہر ہے کہ چند روز قبل شائع ہونے والی اخباری اطلاعات کے مطابق ہماری حکومت نے آئی ایم ایف کے تازہ مطالبات کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اس لئے کہ نواز شریف ہوں' بے نظیر ہوں یا پرویز مشرف' سب نے طے کر رکھا ہے کہ سودی معیشت کو ہر حال میں جاری رکھنا ہے اور ڈیفالٹ قرار دیئے جانے کے خدشہ کے تحت سودی اقساط ادا کرنے کی خاطر بہرصورت مزید سودی قرضے حاصل کرنے ہیں خواہ اس کے لئے عوام کا گلا گھونٹنا پڑے۔ گویا اللہ اور رسول کے خلاف جنگ جاری رکھنا ہمیں قبول ہے لیکن ان خون آشام عالمی مالیاتی استعماری اداروں کی ناراضگی ہمیں منظور نہیں! کون نہیں جانتا کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نام کے یہ ادارے دراصل عالمی مالیاتی استعمار کے آلۂ کار ہیں' ان کے مطالبات کو ماننے کا سیدھا سا مطلب ٹیکسوں کے ناروا بوجھ اور مہنگائی میں مزید اضافے کے ذریعے معاشی طور پر بدحال اور مفلوج عوام کا خون مزید کشید کرنے کے سوا اور کچھ نہیں —— حالات کا شعور رکھنے والے باخبر لوگ حیران و پریشان ہیں کہ تباہی و بربادی کی آخری منزل تک پہنچانے والا یہ سفر کبھی ختم ہو گا بھی یا نہیں!!!

یہ بات ہم بلاخوف و تردید' پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اہل پاکستان کے چار و ناچار خوفناک صورتحال سے نکلنے کا اس ایک راستے کے سوا اور کوئی راستہ باقی نہیں رہا کہ "کافر نتوانی شد' ناچار مسلمان شو" کے مصداق ہم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے پوری جرأت کے ساتھ دوٹوک انداز میں اندرونِ ملک بھی سود کے خاتمہ کا اعلان کریں اور بیرونی سود کی ادائیگی سے بھی اسی بنیاد پر انکار کر دیں کہ ہم نے بحیثیت قوم اپنا قبلہ درست کر لیا ہے اور ہمارا دین ہمیں سودی لین دین کی اجازت نہیں دیتا۔ تمہارے قرضے یقیناً ہمارے ذمے ہیں لیکن وہ ہم اپنی سہولت سے ادا کریں گے۔ اس کے نتیجے میں عالمی سطح پر ہمیں پابندیوں (sanctions) کا سامنا تو یقیناً کرنا پڑے گا اور بعض حوالوں سے ہم پر سختی کا ایک دور ضرور آئے گا لیکن "جسے سمجھتے ہیں آزمائش وہی تو بگڑی بنا رہی ہے" کے مصداق اسی راستے سے ہم اپنے وسائل کو صحیح طور پر بروئے کار لانے اور معاشی طور پر اپنے پاؤں پہ کھڑے ہونے کے قابل ہو سکیں گے اور چند سالوں کے اندر اندر ہمارا ملک اللہ کی رحمت و نصرت کے طفیل معاشی ترقی و استحکام کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے گا۔ بصورت دیگر ہماری معیشت پر نزع کا عالم تو طاری ہے ہی' بہت جلد اس کی موت بھی واقع ہو جائے گی۔ ہم نے شاید بحیثیت قوم شعوری طور پر یہ طے کر لیا ہے کہ ڈیفالٹ ہونے کا داغ ہمیں منظور نہیں خواہ ہماری معاشی موت واقع ہو جائے۔ ہماری مثال اس کینسر کے مریض کی سی ہے جو تیزی سے موت کے منہ میں جا رہا ہو لیکن اس کے تیر بہدف علاج کیمو تھراپی سے اس بنیاد پر انکار کر دے کہ اس طریق علاج میں سر کے بالوں کے اڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ سود کا خاتمہ محض ہمارا دینی مسئلہ نہیں رہا' یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے! OO

ہم نے اب بھی اللہ کی طرف رجوع نہ کیا تو تباہی ہمارا مقدر ہو گی!

پاکستان کا وجود اسلام سے وابستہ ہے اور اس کی معیشت کی بحالی بھی اسلام ہی سے وابستگی میں ہے

ہمارے پاس بقا کے دو ہی راستے ہیں ' پہلا ذلت و رسوائی کی طرف جبکہ دوسرا استحکام و ترقی کی طرف جاتا ہے

مسجد دار السلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

بھارتی وزیر اعظم واجپائی کے پانچ روزہ دورۂ امریکہ کے بعد پاکستان دوبارہ اسی فیصلہ کن دوراہے پر آ کھڑا ہوا ہے جس سے چھ ماہ قبل صدر کلنٹن کے دورۂ جنوبی ایشیا کے بعد دوچار ہوا تھا۔ لیکن اس بار اگر ہم نے حالات و واقعات کا صحیح تجزیہ کر کے اپنے لئے درست راہ کا تعین نہ کیا تو شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں سنبھلنے کا مزید موقع نہ ملے۔ اقوام متحدہ کے ملینیم اجلاس میں تمام سربراہان مملکت نے شرکت کی لیکن جس طرح واجپائی کے سرکاری دورے کا اہتمام کیا گیا اور بھارتی وزیر اعظم کو کانگریس اور سینٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کا جو غیر معمولی اعزاز بخشا گیا اس سے امریکہ کی نظر میں بھارت کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف پرویز مشرف صاحب کی اس درجہ بے وقعتی کی گئی کہ نہ صرف یہ کہ امریکی صدر بل کلنٹن نے ان سے دانستہ ملاقات نہیں کی بلکہ ایک اتفاقی مڈ بھیڑ کی خبر اخبارات میں شائع ہونے پر امریکی میڈیا نے باقاعدہ تردید جاری کی کہ یہ کوئی باقاعدہ ملاقات نہ تھی۔ عالمی سطح پر اب اس بات کا بھی چرچا ہے کہ دنیا کی دو عظیم جمہوریتیں ایک دوسرے کے قریب آ رہی ہیں اور بقول شخصے پاکستان دنیا میں تنہا رہ گیا ہے۔

ان حالات میں اگر ہم اب بھی نہ جاگے تو شدید اندیشہ ہے کہ امریکی وزارت دفاع کے پالیسی ونگ کی تیار کردہ حالیہ رپورٹ کا یہ تجزیہ جو چند روز قبل روزنامہ "جنگ" میں شائع ہوا ہے' حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو گا کہ ۲۰۲۰ء میں پاکستان دنیا کے نقشے سے غائب ہو جائے گا۔

سیدھی سی بات ہے کہ اب ہمارے پاس بقا کے دو ہی راستے ہیں۔ پہلا یہ کہ اگر ہم امریکہ کی ڈکٹیشن لیں اور اس کے مطالبات کو یکے بعد دیگرے تسلیم کرتے ہوئے اپنی ایٹمی صلاحیت سے دستبرداری قبول کریں اور اسلام اور نظریہ پاکستان سے ترک تعلق اور جہاد کو اپنی لغت سے خارج کرنے کا اعلان کریں تو دنیا کے نقشے پر پاکستان قائم تو رہ سکتا ہے لیکن اس صورت میں ہمیں ذلت و رسوائی قبول کرتے ہوئے بھارت اور امریکہ کا تابع مہمل بن کر رہنا ہو گا۔ دوسرا صحیح اور باوقار راستہ یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے

منبر و محراب

اللہ کے دین کو ارض پاکستان میں قائم و نافذ کریں اور امریکہ اور اس کے ایجنٹ اداروں یعنی ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے سامنے ڈٹ جائیں۔ اس صورت میں گو ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہو گی اور نہ صرف ہم اپنے وسائل پر اکتفا کرتے ہوئے بتدریج اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں گے بلکہ پوری دنیا کیلئے ایک روشن مثال بن جائیں گے۔

کیا عجب کہ یہ ہمارے لئے آخری موقع ہو۔ لہٰذا ہمیں اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حقائق کا نہایت گہرائی میں جا کر تجزیہ اور خوب سوچ سمجھ کر اپنا آئندہ لائحہ عمل مرتب کرنا ہو گا' ہمیں بحیثیت قوم اب شعوری طور پر یہ طے کر لینا چاہئے کہ ہمیں ان دو راستوں میں سے کون سا اختیار کرنا ہے۔ تاہم اگر ہم نے اب بھی اللہ کی طرف رجوع نہ کیا تو پھر میری رائے میں ہم ان کفار و مشرکین سے بھی بدتر ٹھہریں گے جو کم از کم مصیبت کے وقت تو تمام معبودوں کو بھلا کر خالصتاً اللہ کو پکارتے تھے۔ چنانچہ موجودہ حالات میں جبکہ ہمارے پاس کوئی دنیوی سہارا باقی نہیں رہا' اگر ہم نے اللہ کو نہ پکارا تو ہم سے زیادہ بدبخت کوئی نہ ہو گا اور بربادی و تباہی ہمارا مقدر بن جائے گی۔

اللہ سے رجوع کرنے کیلئے ہمیں تین سطحوں پر توبہ کے مراحل سے گزرنا ہو گا۔ اولاً ہم میں سے ہر شخص انفرادی سطح پر توبہ کرے' جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی معیشت و معاشرت کو حرام و منکرات سے پاک کریں اور ملک میں نفاذ اسلام کیلئے تن من دھن لگانے کو تیار ہو جائیں۔ دوسری سطح پر دینی جماعتیں الیکشن کی سیاست سے توبہ کر کے ملک میں نفاذ اسلام کیلئے متحدہ اسلامی انقلابی محاذ تشکیل دیں۔ جس کیلئے قواعد و ضوابط پی این اے یا ایم آر ڈی کے طرز پر مرتب کئے جائیں۔ جبکہ تیسری توبہ حکومت کی سطح پر ہو گی کہ وہ دستور میں موجود اسلامی قوانین کے نفاذ کے میکنزم کو چالو کر دے' اس ضمن میں فیڈرل شریعت کورٹ پر عائد پابندیاں ہٹالی جائیں' عدالت ھذا کے ججوں کی تعداد بڑھائی جائے اور ان کے ججوں کو ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے ججوں کے مساوی قرار دیا جائے۔ مزید برآں سود کے کامل انسداد کیلئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور جاگیردارانہ نظام کے خاتمہ کیلئے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ صرف اِسی صورت میں پاکستان ایک آزاد ملک کی صورت میں اس دنیا کے نقشے پر قائم رہ سکتا اور معاشی بدحالی کے مہیب گرداب سے نکل کر استحکام و ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ ہمارے حکمرانوں اور عوام کو ہمیشہ یہ بات پیش نظر رکھنا چاہئے کہ پاکستان کا وجود بھی اسلام سے وابستہ ہے اور اس کی معیشت کی بحالی کا دارومدار بھی اسلام ہی سے وابستگی پر ہے۔

ملک کے نصاب تعلیم میں قرآنی تعلیمات کی شمولیت کے ضمن میں زبیدہ جلال کی طرف سے حالیہ متوقع اجلاس کے حوالے سے میں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میرے نزدیک سابقہ حکومت نے اسلامیات کے نصاب میں جو بہت سا قرآنی حصہ شامل کر دیا تھا' اس نصاب کی ناکامی کی

بھارتی وزیر اعظم کے دورۂ امریکہ کے بعد پاکستان ایک بار پھر فیصلہ کن دوراہے پر آ کھڑا ہوا ہے

ایک بڑی وجہ غلط حکمت عملی ہے۔ تاہم قرآنی حصے کو نصاب سے بالکل خارج کر دینا بھی ہرگز مناسب نہ ہو گا۔ اس کام کیلئے درست حکمت عملی یہ ہو گی کہ عربی زبان کو پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک پڑھایا جائے۔ میٹرک کے بعد بنیادی تعلیمات اور اخلاقیات سے متعلق چھوٹی چھوٹی آیتیں اور احادیث کورس میں شامل کی جائیں جبکہ اگلی کلاسز میں قرآن حکیم کی اصولی بنیادی تعلیمات پر ایک منتخب نصاب شامل کورس کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم اس طرح ابتدا ہی سے اپنے نصاب تعلیم کو ترتیب دیں تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

بقیہ : تنظیم و تحریک

جیسے کیمونسٹوں کا ابتدائی یونٹ "سیل" یا "کیون" کہلاتا ہے۔ یہ سیل پانچ افراد پر مشتمل ہوتا جن میں سے ایک کو ان افراد کی ذمہ داری سونپ دی جاتی۔ یہ پانچوں کیمونسٹ اپنی دعوت کے ذریعے اپنے حلقہ اثر میں اپنے ہم خیال افراد پیدا کرتے اور یوں ایک نیا "سیل" وجود میں آجاتا۔ جس میں ان افراد کو نظم میں لانے والا خود بخود اس سیل کا ذمہ دار بن جاتا۔ انقلابی تحریکیں اسی طرح کام کرتی ہیں۔ ہر ملتزم رفیق اپنا اُسرہ خود بنائے یوں تنظیم کی تعداد میں ایک خاص تدریج کے ساتھ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ جیسے انگور کا گچھا یا کھجور کا خوشہ اوپر سے نیچے کی طرف بڑھتا ہے اسی طرح کا معاملہ انقلابی جماعتوں کا ہوتا ہے۔ گویا اب ہر ملتزم رفیق اپنا اُسرہ خود بنائے۔ اور اُسرہ کا نقیب بننے کی تیاری کرے۔ اسی چیز کی ہر ملتزم رفیق کے اندر خواہش اور آرزو ہونی چاہئے۔

(رپورٹ : نعیم اختر عدنان)

مرکزی انجمن خدام القرآن کے

شعبہ سمع و بصر کی ایک اور پیشکش

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت

ڈاکٹر اسرار احمد

کا ایک فکر انگیز خطاب

پاکستان [illegible] دوراہے پر

اب وڈیو سی ڈی پر دستیاب ہے

قیمت فی سیٹ —— 100 روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۱۵ تا ۲۱/ ستمبر ۲۰۰۰ء

نمائندگی دینے کی بجائے اقوام متحدہ ربانی کو ہمارے حوالے کرے

امارت اسلامیہ کی وزارت خارجہ نے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ افغانستان کے حقائق پر مزید اور آنکھیں بند نہ رکھے اور اس تنظیم میں افغانستان کی نمائندہ نشست اس ملک و قوم کے اصل نمائندوں کے سپرد کر دے۔ امارت اسلامیہ کے وزیر خارجہ مولوی وکیل احمد متوکل کی طرف سے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان کے نام بھیجے گئے ایک خط میں کہا گیا ہے کہ معزول و مفرور ربانی کو اقوام متحدہ کی نمائندگی دینا اور ان کی نام نہاد حکومت تسلیم کرنا تمام مسلمہ بین الاقوامی قوانین کے خلاف اور افغانوں سے صریح ناانصافی ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ آخر ایسے شخص کو جس کا اپنے علاقے میں کوئی ٹھکانہ ہے نہ ان کا دار الحکومت اور نہ ہی حکومتی ڈھانچے کا کوئی اتا پتا ہے' اس کو کس معیار کی بنا پر کروڑوں کی آبادی پر مشتمل ایک وسیع و عریض ملک کی نمائندگی دی جا رہی ہے' خط میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر اقوام متحدہ نے حقائق پر مزید آنکھیں بند رکھیں تو دنیا کے سامنے اس تنظیم کی ساکھ کو پہنچنے والے نقصان کے شدید تر ہو جانے کا خدشہ ہے۔ مولوی متوکل نے ملک کی موجودہ صورتحال کے بارے میں کہا ہے کہ امارت اسلامیہ نے افغان عوام کو سکھ چین اور امن و آشتی کا تحفہ دیا ہے اور ملک کو خطرناک اسلحے' جرائم' منشیات اور انارکی سے پاک کر دیا ہے۔ طالبان حکومت کو تمام مسلمہ بین الاقوامی اصول و قوانین جن کی رو سے ایک حکومت کا قانونی ہونا جانچا جاتا ہے' پر پورے اترتے ہیں لیکن پھر بھی اقوام متحدہ نے نہ صرف اب تک اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے بلکہ اس کے خلاف اقتصادی و معاشی پابندیاں بھی عائد کر رکھی ہیں۔ انہوں نے اقوام متحدہ سے اپیل کی کہ وہ ربانی جیسے مفرور شخص کو امارت اسلامیہ کے سپرد کرے۔

حضرت امیر المومنین نے قاری احمد اللہ کو گورنر تخار مقرر کر دیا

حال ہی میں فتح ہونے والے صوبہ تخار کے لئے حضرت امیر المومنین نے قاری احمد اللہ کو گورنر تخار مقرر کر دیا ہے۔ قاری احمد اللہ تعلیم یافتہ اور سنجیدہ طبیعت کے مالک ہیں' جنہوں نے نہایت مستعدی سے کام شروع کر دیا ہے۔ علاقہ بھر سے بڑے بڑے وفود ان کے پاس آکر امان طلب کر رہے ہیں اور آئندہ کے لئے امارت اسلامی کے ماتحت خدمات انجام دینے کا عہد کر رہے ہیں۔

طالبان نے ارتہ بز کی ہزاروں بارودی سرنگیں بھی روند ڈالیں

طالبان نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے ارتہ بز کی دشوار گزار حیرت انگیز پہاڑیاں مسخر کر لیں۔ زمین میں نصب شدہ ہزاروں بارودی سرنگیں بھی انہیں نہ روک سکیں۔ ارتہ بز پر نصب ہزاروں بارودی سرنگوں پر پاؤں آنے کے یکے بعد دیگرے کئی طلبہ کے پاؤں اڑ گئے' طالبان بارودی سرنگوں سے ٹکرا ٹکرا کر گرتے چلے گئے لیکن پیچھے آنے والے طلبہ کے قدم نہ رک سکے' وہ آگے ہی بڑھتے چلے گئے حالانکہ سامنے باغیوں کے مورچوں سے اندھا دھند فائرنگ اور گولہ باری ہو رہی تھی۔ طالبان اللہ اکبر کی گونج میں ارتہ بز کی پہاڑی چوٹیوں میں زیر زمین مورچوں پر چڑھ دوڑے اور فتح کے بعد سفید جھنڈے گاڑ دیئے۔ بارودی سرنگوں پر پاؤں آنے والے ایک طالب علم کو فتح کے بعد پیچھے لایا گیا تو دیکھنے والوں کو اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ زخمی ہے یا نہیں؟ طالب علم کے پاؤں کے اگلے حصہ میں دھماکے کی وجہ سے ہڈیاں چورہ بن گئی تھیں ٹخنے میں گوشت کے لوتھڑے لٹک رہے تھے خون تیزی سے گاڑی کے پائیدان پر بہہ رہا تھا اور وہ مکمل اطمینان اور سکون کی کیفیت میں لیٹا ہوا تھا اور مجاہدین کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس نے کوئی بہت بڑا اعزاز حاصل کر لیا ہو۔ اس کے اعصاب انتہائی مضبوط معلوم ہو رہے تھے اور وہاں موجود سب لوگ اس کی کیفیت پر حیران تھے۔

طالبان کو تسلیم کر کے عالمی برادری میں شامل کیا جائے

جرمنی کے سب سے بڑے قدامت پسند اخبار فرینکفرٹ السمینک زونگ نے افغانستان طالبان کی حالیہ کامیابیوں کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے کہا ہے کہ طالبان نے طالقان پر قبضے کے بعد تقریباً پورے ملک کا کنٹرول سنبھال لیا ہے اور یہ بات وقت کی اہم ضرورت ہے کہ طالبان حکومت کو باقاعدہ طور پر تسلیم کر کے انہیں عالمی برادری میں شامل کر لیا جائے۔

گوشہ خلافت

دور فاروقیؓ اور عوامی مسائل

تحریر: مولانا شبلی نعمانیؒ

حضرت عمرؓ کی زندگی میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگرچہ ان کو اپنے دور خلافت میں ہمیشہ بڑے اور عالمی امور سے سابقہ رہتا تھا مگر اس کے باوجود عوامی مسائل کے حل کے لئے بھی کوشاں رہتے تھے۔ قارئین ندائے خلافت کے لئے علامہ شبلی نعمانی کی کتاب "الفاروق" سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ جن سے اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام خلافت کی برکات سے آگاہی ہو گی۔

"حضرت عمر فاروقؓ کا معمول تھا کہ ہر نماز کے بعد مسجد کے صحن میں بیٹھ جاتے اور جس کو جو کچھ ان سے کہنا سننا ہوتا کہتا۔ کوئی نہ ہوتا تو تھوڑی دیر انتظار کے بعد اٹھ جاتے' راتوں کو دورہ کرتے' سفر میں راہ چلتوں سے حالات پوچھتے' ایک مرتبہ شام سے دارالخلافہ کو واپس آرہے تھے کہ راہ میں ایک خیمہ دیکھا۔ سواری سے اتر کر خیمہ کے قریب گئے۔ ایک بڑھیا نظر آئی اس سے پوچھا عمر کا کچھ حال معلوم ہے؟ اس نے کہا ہاں شام سے روانہ ہو چکا ہے۔ آج تک مجھ کو اس کے ہاں سے ایک حبہ بھی نہیں ملا۔ جواباً حضرت عمر نے کہا کہ اتنی دور کا حال عمر کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ بڑھیا بولی کہ عمر کو اپنی رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت عمر بے اختیار رو پڑے۔

اسلم (حضرت عمرؓ کا غلام تھا) کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ رات کو گشت کے لئے نکلے۔ مدینہ میں صرار ایک مقام ہے وہاں پہنچے تو دیکھا ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں۔ پاس جا کر حقیقت حال معلوم کی تو اس نے کہا کہ کئی وقتوں سے بچوں کو کھانا نہیں ملا ہے۔ ان کے بہلانے کے لئے خالی ہانڈی میں پانی ڈال کر چڑھا دیا ہے۔ حضرت عمرؓ اسی وقت اٹھے مدینہ آکر بیت المال سے آٹا' گوشت' گھی' کھجوریں لیں اور اسلم سے کہا کہ میری پیٹھ پر رکھ دو۔ اسلم نے کہا میں اٹھا لیتا ہوں فرمایا قیامت کے دن میرا بوجھ بھی تم نہیں اٹھاؤ گے۔ غرض سب چیزیں خود اٹھا کر لائے اور عورت کے آگے رکھ دیں۔ اس نے آٹا گوندھا' ہانڈی چڑھائی۔ حضرت عمرؓ خود چولہا پھونکتے جاتے تھے۔ کھانا تیار ہوا بچوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور اچھلنے کودنے لگے۔ حضرت عمر ان بچوں کو دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔

ایک دفعہ رات کو گشت کر رہے تھے' ایک بدو اپنے خیمہ سے باہر زمین پر بیٹھا ہوا تھا پاس جا کر بیٹھے اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کیں۔ خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کون روتا ہے؟ اس نے کہا کہ میری بیوی درد زہ میں مبتلا ہے۔ حضرت عمرؓ گھر پر آئے اور اپنی اہلیہ ام کلثومؓ کو ساتھ لیا۔ بدو سے اجازت لے کر انہیں خیمہ میں بھیجا تھوڑی دیر کے بعد بچے کی ولادت ہوئی۔ ام کلثوم نے حضرت عمرؓ کو پکارا کہ امیرالمومنین اپنے دوست کو مبارکباد دیجئے۔ امیرالمومنین کا لفظ سن کر بدو چونک پڑا اور مودب ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں کچھ خیال نہ کرو۔ کل میرے پاس آنا میں اس بچہ کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ رات کو میرے مکان پر آئے اور فرمایا کہ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ شہر کے باہر ایک قافلہ اترا ہے۔ لوگ تھکے ماندے ہوں گے۔ آؤ چل کر ان کی حفاظت کے لئے پہرہ دیں چنانچہ دونوں گئے اور رات بھر پہرہ دیتے رہے۔

آپ کے دور میں قحط پڑ گیا تو آپ کی عجیب حالت ہو گئی۔ جب تک قحط رہا گوشت' مچھلی' گھی اور کوئی لذیذ چیز نہ کھائی اور نہایت خضوع و خشوع سے دعائیں مانگتے تھے کہ "اے خدا! محمد ﷺ کی امت کو میری شامت اعمال سے تباہ نہ کرنا۔" آپ کے غلام اسلم کا بیان ہے کہ قحط کے زمانے میں جو فکرو تردد رہتا تھا اس سے قیاس کیا جاتا تھا کہ اگر قحط ختم نہ ہوا تو آپ اس غم میں ہلاک ہو جائیں گے۔

تو پڑھتا ہے قرآں وہ بنتے تھے قرآں

—— بشیر احمد اعوان' میانوالی ——

کبھی تیرے تابع تھے جنگل[1] کے حیواں
بحر[2] تیرے عسکر کے ہوتے نگہباں
عرب اور عجم تیرے زیر نگیں تھے
ہوا سنگ پرستی سے بیزار انساں
محلاتِ کسریٰ بھی پل بھر نہ ٹھہرے
گرائے سبھی تو نے باطل کے ایواں
مگر آج پسپائیاں ہیں مقدر
کہ خود میر لشکر سے منزل ہے پنہاں
عہد اب بھی نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہ ہے لیکن
تو پڑھتا ہے قرآں وہ بنتے تھے قرآں
لگن ہے بشیر اب نہ ذوقِ عمل ہے
فقط نام کا رہ گیا ہے مسلماں

[1] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے لشکر کی طرف اشارہ ہے۔
[2] یہی موقع ہے جس کے بارے میں علامہ اقبال نے "شکوہ" میں کہا ہے "بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے"۔

امریکہ میں پاک فوج کے ۷ جوانوں کا فرار

قصوروار کون؟

تحریر : رعنا ہاشم خان

معزز قارئین! اس سال امریکہ میں یوم آزادی پاکستان کے حوالے سے ۲۷/ اگست کو نیویارک میں انتہائی بڑے پیمانے پر "پاکستان ڈے پریڈ" کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں شرکت کے لئے پاکستان سے ۳۵ فوجی جوانوں پر مشتمل ایک فوجی بینڈ چیف آف اسٹاف نے اپنی اہلیہ کے خاندانی دوست پرویز محمود کی فرمائش پر تمام فوجی قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے روانہ کیا تھا۔ اس فوجی ٹیم پر قومی خزانے سے ایک لاکھ ڈالر سے زائد خرچ کئے گئے۔

پاکستان کی عزت کے تابوت میں آخری کیل اس وقت لگ گئی جب پاک فوج کے بینڈ میں شامل ۳۵ جوانوں میں سے ۷ جوان رات کی تاریکی میں نیویارک میں غیر قانونی طور پر وطن عزیز کی عزت و آبرو کو داؤ پر لگا کر روپوش ہو گئے۔ اور یوں ہوائیں ان کی' فضائیں ان کی' سمندر ان کے' جہاز ان کے اور اب چشم بد دور ہمارے "فوجی جوان" بھی ان کے ہو گئے۔

پاکستان کی اقتصادی' معاشی اور سیاسی صورتحال کا اندازہ لگانے کے لئے ۷ فوجیوں کا یہ فرار بہترین مثال ہے۔ امریکی صحافت نے اس فرار پر جس طرح دل کی بھڑاس نکالی ہے وہ ایک الگ المیہ ہے کہ آج کل جو بھی اخبار اٹھایا جائے وہ پھر سر اٹھانے کے قابل نہیں رہنے دیتا۔ امریکی صحافیوں کے کالموں میں جو طنز و حقارت اس وقت پاکستان کے لئے ہے' اس کا اندازہ صرف یہاں مقیم امریکن پاکستانی ہی کر سکتے ہیں۔ امریکی اخبار ڈیلی نیوز نے تو یہ تک پوچھ ڈالا کہ کیا فرار ہونے والے فوجیوں نے سیاسی پناہ کے لئے درخواست دے دی ہے؟ سوال یہ اٹھتا ہے کہ قصوروار کون ہے؟ چیف آف اسٹاف' جنہوں نے ان مظلوم جوانوں کو اس چمکتے دمکتے ترقی یافتہ ملک کا راستہ دکھایا کہ جہاں اس وقت دنیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ مضمون کمپیوٹر سائنس (Computer Science) اور ٹیلی کمیونیکیشن (Teleommunication) کو اسکولوں کے بچوں تک کے لئے لازمی قرار دے دیا گیا ہے؟ یا شوگر اور فلور ملز کے مالکان بتائیں کہ آٹے کی بوری ۹۰ روپے مزید مہنگی اور چینی ۲۷ روپے فی کلو خریدنے والے غریب معمولی سپاہی جب امریکہ بھیجے جائیں گے تو کیا فرار نہ حاصل کریں گے اس بلکتی زندگی سے؟

فرار ہونے والے ان جوانوں کی بھی ذمے داریاں ہوں گی' خواب ہوں گے' جن کی بدولت وہ اپنا فرض بھول گئے کہ جب مہنگائی کا عفریت نگلنے کو تیار کھڑا ہو تو نہ کوئی تعمیری کام ہو سکتا ہے اور نہ ہی فرائض کی بجا آوری ہو سکتی ہے اور پھر نتیجتاً افرنگ کا ہر قریہ فردوس بریں نظر آنے لگتا ہے۔ اگر آج اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی صحیح معنوں میں خلافت کا نفاذ ہو چکا ہوتا اور دور فاروقی رضی اللہ عنہ کی طرح ہر سویلین اور ہر سپاہی کو گھر اور روزگار اس کی صلاحیت اور ضرورت کے مطابق فراہم کر دیا جاتا تو پاک فوج کے یہ مفرور جوان اپنے پیارے وطن کو یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے ہوتے کہ مجھے مغرب کے لالہ زار سے اپنا دیار اچھا' لیکن افسوس کہ یہ بینڈ بجانے والے عام سپاہی آج صرف اور صرف ہمارے کھوکھلے سیاسی' معاشی اور سماجی نظام کی بدولت اپنے پیاروں سے دور امریکہ کی چمک دمک میں کہیں کھو چکے ہیں۔ غیر قانونی تارکین وطن یہاں پیسہ تو بے شک کما لیتے ہیں لیکن ان کی زندگی حشرات الارض کی مانند پولیس اور میڈیا سے کونوں کھدروں میں چھپتے چھپاتے گزرتی ہے' اکثریت دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے' رسوائی ہر لمحے تعاقب میں رہتی ہے اور وطن واپسی خواب و خیال ہو کر رہ جاتی ہے۔

وطن عزیز کی سیاست اور معیشت کی مثال اس اونٹ جیسی ہے جو کسی کروٹ بیٹھتا ہی نہیں کہ ہمارے لیڈران کرام الٹی باتیں ہی نہیں بلکہ الٹے کام بھی کرتے ہیں۔ چیف آف اسٹاف نے فوجی بینڈ کو اپنی اہلیہ کی فرمائش پر امریکہ بھجوا کر گزشتہ حکومتوں کی یاد تازہ کر دی۔ اقربا پروری کے جوش میں انہوں نے آئین کا کورٹ مارشل کر ڈالا' جمہوریت سرنگوں کر دی گئی اور قومی خزانے پر جارحانہ حملہ کر ڈالا۔ اسلام میں وعدے اور معاہدے کا پاس کیا جاتا ہے' کسی ملک کا ویزا ایک معاہدہ ہوتا ہے کہ آپ اپنی میعاد پورے ہونے پر واپس لوٹ جائیں گے۔ چیف آف اسٹاف نے فوجی ہوتے ہوئے فوجی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔ اگر اہل وطن اور ان ۷ فوجیوں کے اہل خانہ نے چیف آف اسٹاف کو معاف کر بھی دیا تو ذرا سوچیں کہ جو گناہ آپ نے اپنے ضمیر اور اپنی ذات کے خلاف کیا ہے' اسے کون معاف کرے گا۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ بہترین جہاد "سلطان" کے آگے کلمۂ حق کہنا ہے۔ لہٰذا آج پاکستان کے عوام جو اپنی حالت زار پر انتہائی مایوس نظر آئے ہیں آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ قصوروار کون ہے چیف آف اسٹاف؟

امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ مبارک میں ہمیں معلوم ہے کہ مدینے کے ایک مکان میں چند افراد بیٹھے شراب نوشی کر رہے ہیں؟ آپؓ مکان کی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے اور انہیں رنگے ہاتھوں پکڑ کر سزا دینے کے لئے لے جانے لگے کہ ان میں سے ایک شخص بول پڑا' یا امیرالمومنینؓ! ہم نے تو ایک گناہ کیا' آپؓ نے چار (۱) بدگمانی سے کام لیا (۲) ہمارے حال کا تجسّس کیا (۳) دروازے سے ہمارے گھر میں داخل نہ ہوئے (۴) اندر آنے کی اجازت نہ لی' جبکہ قرآن مجید بدگمانی سے بچنے' تجسّس نہ کرنے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہونے کا حکم دیتا ہے۔ امیرالمومنینؓ اپنی خطا کا اقرار کرتے ہوئے خاموشی سے لوٹ گئے لہٰذا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سربراہ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف صاحب آپ بھی اپنے قصور کو تسلیم کر کے سزا تجویز فرمالیں!

ضرورت رشتہ

قرآن کالج سے گریجویٹ' کمپیوٹر سائنس میں پوسٹ گریجویٹ' عمر ۲۴ سال' قد چھ فٹ' ایک اچھے پرائیویٹ ادارے میں ملازم کے لئے یورپ' امریکہ میں مقیم دینی مزاج کی حامل خوبصورت' خوب سیرت' پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : سردار اعوان' ندائے خلافت لاہور

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کے رفیق جناب محمد اشرف صاحب کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے صحت

ڈاکٹر مشتاق احمد کی پانچ سالہ بھتیجی جویریہ سعید شدید علیل ہے۔ قارئین و احباب سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

مریض کی عیادت —— خدمت کا اعلیٰ درجہ

تحریر: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

انسان کی زندگی میں راحت کے ساتھ رنج' خوشی کے ساتھ غمی' افلاس کے ساتھ تونگری اور صحت کے ساتھ بیماری بھی ہے۔ کبھی تو آدمی آناً فاناً صاحب فراش ہو کر عاجز و بے بس ہو جاتا ہے۔ بیماری انسان کے ذہن و دماغ کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ یوں مریض کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ وہ از کار رفتہ اور محتاج ہو جاتا ہے۔ چونکہ اسلام اعلیٰ اخلاقی اقدار کی حامل زندگی کا داعی ہے اس لئے یہاں بھی اس کی راہنمائی میں اختیار کیا گیا طرز عمل مریض کے لئے بڑی حد تک سکون و اطمینان کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ مریض کی عیادت' خدمت اور اظہار ہمدردی کو اونچے درجے کے اعمال میں شمار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف طریقوں سے مریض کی تیمارداری عیادت اور دیکھ بھال کی ترغیب دی ہے۔ آپؐ نے بنفس نفیس مریضوں کی عیادت کے لئے جاتے اور وہاں ہمدردی اور تسلی کی باتیں کرتے۔ مریض کو حوصلہ دیتے' اسے بیماری کے روشن پہلو کی طرف متوجہ کرتے اور کبھی کبھی اللہ کا کلام پڑھ کر مریض پر دم بھی کرتے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: بھوکوں کو کھانا کھلاؤ بیماروں کی عیادت کرو اور ناحق قید کئے گئے لوگوں کی رہائی کی کوشش کرو۔

اسی طرح جو شخص عیادت کے لئے جاتا ہے۔ مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھتا ہے اس کو حوصلہ دیتا اور امید افزا باتیں کرتا ہے تو اُسے جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے اور اس کے اس عمل کو مبارک سمجھا جاتا ہے۔ مسلم شریف میں حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: بندہ مومن جب اپنے صاحب ایمان بندے کی عیادت کرتا ہے تو وہ واپس آنے تک گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔

اسی طرح سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ تو مبارک' اور عیادت کے لئے تیرا چلنا مبارک اور تو نے یہ عمل کر کے جنت میں اپنا گھر بنا لیا ہے"۔

بعض لوگ مریض کی عیادت کے اس مبارک عمل کو لاپرواہی کی وجہ سے غیر مفید بلکہ ناپسندیدہ بنا دیتے ہیں۔ وہ مریض کی حالت یا ضرورت کا احساس کئے بغیر زیادہ دیر اُس کے پاس بیٹھتے ہیں۔ غیر ضروری باتیں کرتے اور اُس کے آرام میں مخل ہوتے ہیں۔ لہٰذا عیادت کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ یہ پسندیدہ عمل اچھے نتائج کا حامل ہو سکے۔ سب سے پہلے جس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ مریض کے آرام کا خیال ہے۔ مریض کے پاس بہت تھوڑی دیر بیٹھنا چاہئے تاکہ مریض اکتا نہ جائے اور نہ لمبی گفتگو چھیڑ دے کہ مریض بیزار ہو جائے ہاں مختصر سی گفتگو میں مریض کے ساتھ حوصلہ افزا بات کرے' اُسے تسلی دے۔ بیماری کے دور ہو جانے کی امید دلائے اور اُسے بتائے کہ یہ بیماری تمہارے گناہوں کو دھو ڈالے گی۔

دین و دانش

آپ ضرور جلد ہی اس بیماری سے صحت یاب ہو کر معمول کی زندگی کے قابل ہو جائیں گے۔ اس طرح کی باتیں سن کر مریض کا دل خوش ہو گا اور عیادت کے لئے آنے والا اُس کے لئے رحمت کا باعث ہو گا۔ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اُس کے دل کو خوش کرو۔ اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہو گا (اور عیادت کا یہی مقصد ہے)"۔

آپ جب عیادت کے لئے کسی مریض کے پاس جاتے تو نہ صرف اُسے تسلی دیتے اور حوصلہ بڑھاتے بلکہ اُس کے حق میں دعا بھی کرتے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کے پاس اس کی عیادت کو تشریف لائے۔ اور آپ جب کسی ایسے آدمی کے پاس تشریف لائے جس کی عیادت کرنی ہوتی تو فرماتے

((لاباس طهور ان شاء الله))

یعنی کوئی بات نہیں ہے۔ ان شاء اللہ یہ بیماری (گناہوں سے) سے پاک کرنے والی ہے۔

اسی طرح مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ص نے میری عیادت کی پھر آپ نے دعا فرمائی اے اللہ سعد ؓ کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما۔

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ آپؐ بعض گھر والوں کی عیادت کرتے تو بیمار پر داہنے ہاتھ کو پھیرتے اور یہ کلمات کہتے

((اللهم رب الناس اذهب الباس اشف انت الشافي لا شفاء الا شفاءوك شفاء لا يغادر سقما))

"اے اللہ لوگوں کے پرودگار بیماری کو دور کر' اور شفا عطا کر تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے۔ نہیں ہے کوئی شفا مگر تیری شفا۔ ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔"

مریض کی عیادت صرف اعلیٰ درجے کی اخلاقی خوبی ہی نہیں بلکہ بہت بڑا ثواب کا کام ہے۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اور اُس کے فرشتوں کو بہت پسند ہے مریض کی عیادت کرنے والے کو آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ برابر جنت کے خرفے میں رہتا ہے یہاں تک کہ واپس آ جائے۔ دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ "خرفة الجنة" کیا ہے آپؐ نے فرمایا "اس کے میوے"

عیادت کرنا ایسا مقبول و محبوب عمل ہے کہ اللہ پاکیزہ مخلوق یعنی نوری فرشتے عیادت کے لئے جانے والے کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من مسلم يعود مسلما غدوة الا صلى عليه سبعون الف ملك حتى يمسى و ان عاده الا عشية الا صلى عليه سبعون الف ملك حتى يصبح وكان له خريف في الجنة))

"کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ جو کسی مسلمان کی صبح کو عیادت کرتا ہے مگر یہ کہ شام ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح ہونے تک ستر ہزار اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک پھلوں کا باغ مقرر کر دیا جاتا ہے"۔

ایک اور حدیث میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ ان میں ایک حق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب مسلمان بھائی بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کی جائے۔ عیادت اتنا بڑا عمل ہے اس پر اتنے بڑے اجر ثواب کی خوشخبری کا تو یہ تقاضا ہے کہ اپنے عزیز و اقارب دوست و احباب میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو اولین فرصت میں اس کی عیادت کی جائے تاکہ مریض کو تسلی ہو اور خود کو بے حد ثواب کا مستحق بنایا جائے۔

باہمی محبت و الفت اسلامی نظم جماعت کی روح ہے

بندۂ مومن کسی بھی سطح پر طاغوت کو تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اللہ کا وفادار ہے

اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کے معاملے میں اسلام کے علمبرداروں کو کوئی کمزوری نہیں رکھانی چاہئے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا لاہور کے نقباء کے اجتماع سے خطاب

عزیز نقباء! اس وقت مَیں امیر حلقہ لاہور کی خصوصی دعوت پر آپ حضرات سے مخاطب ہوں۔ انہوں نے ہی مجھے یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ زیادہ زور اس بات پر دوں کہ نقباء حضرات اپنی تنظیمی و تحریکی ذمہ داریاں ادا کرتے وقت تحکمانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے برادرانہ' مخلصانہ اور مشفقانہ انداز اختیار کریں۔ میرے نزدیک امیر حلقہ کی یہ بات بالکل صحیح ہے۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء کے لئے قرآن حکیم کے منتخب مقامات پر مبنی جو تربیتی نصاب ہے' وہ ان موضوعات کا بڑی جامعیت کے ساتھ احاطہ کرتا ہے۔ ہماری اس دینی ہیئت تنظیمی کا شیرازہ اخوت اور محبت کے جذبہ ہی سے مضبوط ہو سکتا ہے۔ دراصل رفقاء تنظیم کے اندر کارکردگی کے جذبہ کی بنیاد اخلاص مع اللہ اور ترجیح آخرت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہمارا تعلق مخلصانہ وفادارانہ' یا حدیث نبوی کی رو سے ناصحانہ ہے۔ عربی زبان میں "نصح" کے اصل معنی خلوص کے ہیں' ہم میں کوئی جب کسی دوسرے کو نصیحت کرتا ہے تو وہ نصیحت بھی چونکہ اخلاص پر مبنی ہوتی ہے اس لئے اسے نصیحت کہتے ہیں' ورنہ نصیحت کے لفظ میں اصلاً وعظ کا پہلو موجود نہیں ہے بلکہ درحقیقت اس میں خلوص کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا اخلاص اور وفاداری جس قدر گہری ہوگی' اُسی نسبت سے طاغوت کے خلاف ہمارے اندر مخالفانہ جذبات اور اظہار بیزاری پیدا ہوگا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے : ﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ ﴾ گویا یہ دونوں چیزیں متوازی اور متوازن ہیں۔ چنانچہ جس قدر اللہ تعالیٰ سے محبت' خلوص و اخلاص اور وفاداری ہوگی اور جس قدر اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ کیفیات زیادہ گہری ہوں گی لازماً طاغوت کے خلاف جذبات پیدا ہوں گے' اور اس سے بیزاری' ترک موالات اور عدم تعاون کا معاملہ ہوگا۔ طاغوت کو کسی بھی طرح اور کسی بھی سطح پر تسلیم نہ کیا جائے گا۔ اور تمام وقت اس کے خلاف برسرپیکار رہا جائے گا۔ جب تک ہمارے اندر اس طرح کا انفرادی جذبہ پیدا نہیں ہو جاتا اُس وقت تک ہمارے پاس کوئی قوت محرکہ (Motivating force) نہیں ہوگا کہ جو ہمیں طاغوت کے ساتھ پنجہ آزمائی پر آمادہ کر سکے۔ اس پہلو کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ جو لوگ اقامت دین کے نصب العین کی خاطر ایک تنظیمی ہیئت میں منسلک ہوں' ان کی شیرازہ بندی کرنے والی شے باہمی اخوت' باہمی محبت اور باہمی اخلاص کا جذبہ ہے۔ یہ جذبہ جس قدر گہرا اور مضبوط ہوگا اور جس قدر اس میں مٹھاس ہوگی' اسی نسبت سے ہماری تنظیم اور تحریک مضبوط ہوگی۔ اس نکتے کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جیسے "تکبیر" کا جامہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر راست آتا ہے لیکن اگر مخلوقات میں سے کوئی تکبر کرتا ہے تو وہ شخص حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی چادر چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ عرب ثقافت میں اس چیز کو کسی شخص کی انتہائی توہین تصور کیا جاتا ہے کہ کوئی اس کی چادر کو اس کے

تنظیم و تحریک

کاندھے سے کھینچ لے۔ اسی مفہوم کے حوالے سے سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "تکبر میری چادر ہے" چنانچہ میں کہا کرتا ہوں کہ جیسے تکبر کا جامہ سمجھئے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر راست آتا ہے' مخلوقات میں سے یہ کسی پر بجتا ہی نہیں' اسی طرح صرف بات سمجھانے کی خاطر بلاتشبیہ عرض کر رہا ہوں کہ "تحکم" (یعنی امیر کا اپنے مامورین پر حکم چلانا) اگر اس تنظیم میں راست آسکتا ہے تو صرف داعی اول پر ہی آسکتا ہے کہ جس سے بیعت کرکے لوگ تنظیم میں شامل ہیں۔ گویا مجھے بحیثیت امیر تنظیم و صدر مؤسس حکم دینے کا حق حاصل ہے۔ لیکن آپ کا تجربہ ہے اور میرا بھی مشاہدہ ہے کہ رفقاء تنظیم میری جانب سے تحکمانہ انداز پر مزاحمت "Resentment" کرتے ہیں۔ اس درشتی اور سختی کو بالعموم پسند نہیں کیا جاتا' حالانکہ رفقاء نے میرے ساتھ بیعت کا عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ فطرتِ انسانی اس انداز کو پسند نہیں کرتی۔ اس حوالے سے آپ "تحکمانہ انداز" کے معاملے پر غور کریں گے تو اس کی ناپسندیدگی آپ پر ازخود عیاں ہو جائے گی کہ جب امیر تنظیم کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو پھر ع

"تا بہ دیگراں چہ رسد"

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا جانا چاہئے کہ "تحکم" کے ذریعے سے ہم تنظیم کی شیرازہ بندی نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر "تالیف" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ فرمایا گیا ہے ﴿ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ ﴾ "اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تمہارے مابین محبت اور الفت ڈال دی"۔ گویا دلوں کے اندر الفت کا پیدا ہو جانا اور آپس میں بھائی بھائی بن جانا اسلامی نظم جماعت کی اصل روح اور بنیاد ہے۔ اگر اس میں کمی ہوگی تو رفقاء تنظیم کے دل پھٹے رہیں گے' قواعد و ضوابط تو کسی نہ کسی طرح پورے ہو جائیں گے مگر اجتماعیت کا اصل رنگ ظاہر نہیں ہو سکے گا۔ سورۃ الانفال میں بھی یہی لفظ استعمال کیا گیا ہے : ﴿ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ﴾ اے نبی ﷺ اگر آپ دنیا کی پوری دولت بھی تالیف قلب کے لئے خرچ کر دیتے تو ایسا نہ ہو سکتا۔ تالیف قلب درحقیقت محبت کے جذبے اور اخوت کی بنیاد پر معرض وجود میں آتی ہے۔ علامہ اقبال کے دو اشعار اسی حوالے سے بہت پیارے ہیں۔ علامہ اقبال نے بندہ مؤمن کی شخصیت کے اوصاف و خصائص کو واضح کرتے ہوئے کہا ہے

كُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَةٌ اندر دلش
حریت سرمایۂ آب و گلش

یعنی ہر مؤمن کے دل کے اندر یہ بات لکھی ہوتی ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں' اور جس مٹی سے اس کا خمیر اٹھا ہے' اس میں آزادی اور حریت کا جذبہ ودیعت شدہ ہوتا ہے۔

علامہ کہتے ہیں ۔

ناشکیب امتیازات آمدہ
در نہاد او مساوات آمدہ

بندہ مؤمن فرق و تفاوت اور مصنوعی امتیازات سے مفاہمت کر ہی نہیں سکتا۔ یہ من و تُو کا فرق' یہ اونچے اور نیچے کی تمیز اس کے لئے قابل برداشت ہے ہی نہیں' اِس لئے کہ اس کی سرشت کے اندر برابری اور مساوات کا تصور موجود ہے۔ ہر انسان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور تمام انسان حضرت آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ لیکن ان دونوں تعلقات کی بنیاد پر تمام انسانوں کے مابین مساوات کا رشتہ تو قائم ہوگا' ہی لیکن اگر اس میں اللہ پر ایمان کی جہت بھی شامل ہو جاتی ہے تو پھر سورۃ الحجرات کی آیت مبارکہ کے مطابق تمام مؤمن باہمی طور پر اخوت کے رشتے میں بھی منسلک ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ تنظیم و تحریک میں "باہمی اخوت" کا جذبہ اگر پروان نہیں چڑھتا تو مطلوبہ ہدف کسی طور پر حاصل نہیں ہو سکتا۔ سورۃ فتح میں فرمایا گیا کہ ﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ﴾

تنظیم اسلامی میں نقیب کو نہایت اہمیت حاصل ہے' ذمہ داریوں کا بڑا بوجھ اسی پر ہوتا ہے

"اللہ کے رسول پر ایمان لانے سے ایک جماعت وجود میں آ گئی جس کے امیر خود حضور ﷺ تھے اور مامور من اللہ تھے۔ اس تعلق کو ایک باقاعدہ نظام کی حیثیت دینے کے لئے حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت رضوان بھی لی۔ اس نبوی جماعت کا قرآن مجید میں سب سے پہلا وصف بیان کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ ﴿ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ﴾ کفار پر بہت سخت اور آپس میں بہت رحیم اور شفیق۔ انہی اوصاف کی ترجمانی علامہ اقبال نے اپنے شعر میں یوں کی ہے ؎

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

ہمارے جیسے معاشرے میں کہ جہاں پر اکثریت پیدائشی اور روایتی مسلمانوں کی ہے' کفار کے حکم میں نہیں بلکہ ان کے ذیل میں نام نہاد مسلمان بھی آ جائیں گے کہ جو اسلام کی مخالفت کر رہے ہوں' یا نفاذ اسلام کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہوں' اقامت دین کی جدوجہد کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہوں یا دین پر عملاً عمل پیرا ہونے میں کسی قسم کی رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہوں۔ گویا ایسے لوگوں کو محسوس ہو جائے کہ اسلام کے نفاذ کا علمبردار شخص اپنے موقف پر چٹان کی طرح قائم ہے۔ والدین کو بھی یہ چیز محسوس ہو اور یہ لوگ دین کے علمبرداروں کو نرم چارہ خیال نہ کریں۔ خاموش مزاحمت کی عملی شکل بھی تو یہی ہے۔ کاروبار کو حرام ذرائع سے پاک کریں گے تو گھر والے ناراض ہوں گے' شرعی پردہ نافذ کریں گے تو برادری بائیکاٹ کر دے گی' لیکن ان لوگوں کو کبھی بھی اسلام کے علمبرداروں میں کسی قسم کی کوئی کمزوری محسوس نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن اگر معاملہ اہل ایمان سے ہو جو اس جدوجہد میں آپ کے ساتھی اور دست و بازو ہیں' آپ کے "کامریڈ" ہیں' تو معاملہ یکسر مختلف نوعیت کا ہوگا۔ اس صدی کی اصل انقلابی تحریک مارکسٹ تحریک تھی۔ اسی تحریک نے انقلاب کے تمام مراحل پورے کئے' یعنی ایک نظریئے اور فکر کی بنیاد پر پارٹی وجود میں آئی اور پھر اس نے تمام انقلابی مراحل طے کر کے بالآخر انقلاب برپا کر دیا۔ کمیونسٹ تحریک کے کارکنوں کو لفظ "کامریڈ" کے اندر جو مٹھاس اور شیرینی محسوس ہوتی ہے وہ "بھائی" کے لفظ میں نہیں ہوتی۔ چنانچہ تنظیم کے رفقاء کو بھی ایک دوسرے سے "مٹھاس" کی ایسی خوشبو محسوس ہونی چاہئے۔ عالم عرب میں مقیم بعض رفقاء نے مجھ سے کہا کہ تنظیم اسلامی کے ساتھیوں کے لئے "رفیق" کی اصطلاح کو کسی دوسرے لفظ سے بدل دیں اس لئے کہ رفیق کی اصطلاح عربی لٹریچر میں کمیونسٹ تحریک کے کامریڈز کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ گویا لفظ "رفیق" میں "کامریڈ" کی اصطلاح کے لفظ کی بو آتی ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ پھر تو صحیح لفظ "رفیق" ہی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تنظیم کے رفقاء میں "کامریڈز" کی طرح کی باہمی محبت پیدا ہو۔ "رفیق" کا لفظ "رفق" سے بنا ہے' جس کے معنی ہی نرمی کے ہیں۔ حضور ﷺ کی مشہور حدیث ہے "مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ كُلَّهُ" جو شخص دل کی نرمی سے محروم ہے' جس کے دل میں گداز نہیں جس کے دل میں شفقت و رحمت کے جذبات موجزن نہیں ہوئے تو ایسا شخص ہر قسم کے خیر سے محروم ہو گیا۔ گویا "رفقاء" ایسے لوگ ہیں کہ جو اپنے اندر ایک دوسرے کے لئے نرمی اور محبت کے جذبات رکھنے والے ہوں۔ اس شے کو سورۃ المائدہ میں برعکس ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ﴿ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ یہاں "اشداء" کی بجائے "اعزۃ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے' یعنی کافروں کو معلوم ہو کہ یہ لوگ بڑے مضبوط موقف کے حامل ہیں' ان کو اپنے موقف سے ہٹانا ناممکن ہے۔ تنظیم کے ہر رفیق کا معاملہ اس طرح ہونا چاہئے کہ وہ اپنے ہم معتمد ساتھیوں کے لئے نرمی اور شفقت کا مجسمہ اور پیکر ہو۔ رفیق تنظیم دوسرے ساتھی کے بارے میں یہ خیال کرے کہ میرا یہ ساتھی تو بڑا بھولا بھالا اور سیدھا سادھا ہے' میں جدھر چاہوں اسے موڑ سکتا ہوں' میں نے جس کام کی بھی اس کو فرمائش کی ہے وہ فوراً اسے کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے' نقباء کے بارے میں ایسا ہی تاثر رفقاء کے دلوں میں ہونا چاہئے۔

تنظیم اسلامی میں نقیب کو نہایت اہم حیثیت حاصل ہے وہ اسی لئے کہ تمام تر ذمہ داریوں کا بوجھ اسی پر آ جاتا ہے۔ جبکہ نظم بالا کے ذمہ تو زیادہ تر رپورٹنگ ہی ہوتی ہے کہ جس سے رفتار کار اور کوتاہیوں کا اندازہ ہوتا رہتا ہے۔ گویا اصل تحریکی کام تو نقیب اُسرہ اور رفقاء کی سطح پر ہوتا ہے۔ "اُسرہ" کا لفظ "ا س ر" کے مادہ سے بنا ہے۔ اسی سے لفظ "اسیر" بنا ہے جس کے معنی ہیں بندھا ہوا۔ پرانے زمانے میں جیلوں کا نظام نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ مجرمین کو افراد کا قیدی بنا دیا جاتا تھا۔ اس طرح لفظ "اُسرہ" کہ جس کے معنی خاندان کے ہیں' اس کے افراد باہمی تعلق کی وجہ سے ایک دوسرے سے بندھے ہوتے ہیں۔ اُسرہ کی اکائی کو بھی درحقیقت ایک "خاندان" کی طرح کام کرنا چاہئے۔ رفقاء اُسرہ میں بھی ویسی نرمی' مواخات اور محبت ہونی چاہئے جو ایک خاندان کے افراد میں ہوتی ہے۔ سورۃ التوبہ میں فرمایا گیا ﴿ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ﴾ یعنی اہل ایمان چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین' وہ ایک دوسرے کے خیرخواہ اور ولی ہیں' پشت پناہ اور مددگار ہیں' حمایتی ہیں۔ رفقاء کے مابین ولایت باہمی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ بلکہ مزید یہ کہ انہیں ایک خاندان کی شکل اختیار کر لینی چاہئے کہ جس میں نقیب اُسرہ کی اصل حیثیت گویا خاندان کے سربراہ کی ہونی چاہئے جیسے ایک خاندان کا سربراہ کی ہوتی ہے۔ ایک خاندان کا سربراہ اپنے افراد خانہ سے شفقت کا برتاؤ کرتا ہے ویسا ہی رویہ نقیب اُسرہ کو اپنے رفقاء کے ساتھ رکھنا چاہئے۔ شفقت کا اصل مفہوم "ڈرنا" ہے۔ مشفقین یعنی ڈرنے والے۔ جسے خاندان کے سربراہ کو اپنے افراد خانہ کے بارے میں اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں کوئی فرد کسی مشکل میں گرفتار نہ ہو جائے' اس تشویش اور اندیشے کو شفقت کہتے ہیں۔ جس طرح انگریزی میں کہتے ہیں "You feel concern about them" ایسے ہی ہر نقیب کو اپنے رفقاء کے بارے میں تشویش ہونی چاہئے۔ ہر شخص میں خیر اور شر کے دو الگ الگ دھارے ایک ساتھ بہتے ہیں۔ جیسے سمندروں اور دریاؤں میں گرم پانی کی رو کے ساتھ ٹھنڈا پانی بھی متحرک و موجزن ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر انسان کے اندر خیر اور شر کی دو روئیں موجود ہیں۔ انسان کی تخلیق بھی اسے امتحان میں ڈالنے کے لئے ہوتی ہے۔ اگر خیر اور شر کے الگ الگ داعیات اور محرکات عمل نہ ہوں تو پھر امتحان کیسا؟ جیسے خارج میں خیر اور شر کی قوتیں ہیں ویسے ہی انسان کے اندر بھی خیر اور شر کی دو متضاد داعیات موجود ہیں۔ جیسے ہمارے اندر موجود نفس امارہ شر کی جڑ اور بنیاد اور روح ملکوتی خیر کی علمبردار ہے' اسی طرح خارج میں شیاطین جن و انس ہمارے شر کو تقویت دیتے ہیں اور ان کے برعکس ملائکہ' اولیاء اللہ' نیک لوگ اور اہل ایمان ہمارے جذبہ خیر کو تقویت دینے کا موجب بنتے ہیں گویا یہ ایک چو مکھی جنگ ہے جو ہر انسان کو لڑنا پڑتی ہے۔ ایک اندر کے خیر و شر کی کشاکش ہے اور دوسرے باہر کی۔ اور اس ساری جنگ میں نقیب اُسرہ کی اصل کوشش یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے رفیق میں موجود خیر کے جذبہ کو محرک کرے' جبکہ اس کی شر پر نکیر اور گرفت کم سے کم ہو۔ ناگزیر صورت حال میں باز پرس اور سختی کا معاملہ کیا جائے' ڈانٹ ڈپٹ کی بھی ضرورت پڑتی ہے' وہ اسی لئے کہ ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

نقباء اُسرہ جات کو پیہم اور مسلسل یہ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ وہ "پھول کی پتی ہی سے ہیرے کا جگر کاٹیں" اور وہ اس طرح کہ اپنے رفیق کے جذبہ خیر کو کام میں لا کر اس کے جذبہ شر کو معطل کر دیں۔ نقیب اُسرہ رفیق کے اچھے جذبات اور لعاس فرض کو ابھار کر اسے عمل کی دنیا میں لائے۔ اسی طریقے سے تنظیم اسلامی کے کام میں وسعت پیدا ہوگی۔

آخری بات! تنظیم اسلامی کا ہر مبتدی رفیق تنظیم میں شمولیت کے وقت ہی سے اپنا یہ ٹارگٹ بنا لے کہ اسے جلد از جلد ملتزم رفیق بننا ہے۔ اگر اس معاملے میں تاخیر ہوگی تو جذبہ ڈھیلا پڑ جائے گا۔ نظم بالا ہر مبتدی رفیق کو اسی جانب توجہ دلائے کہ تنظیم میں شمولیت اس کا پہلا قدم ہے' تنظیم کے ساتھ مطلوبہ تعلق ملتزم رفیق بن کر ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ایک ملتزم رفیق جیسے ہی "ملتزم" کے درجے پر آ جائے تو اسے یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لینی چاہئے کہ اب اُسے نقیب اور اُسے اپنا اُسرہ خود قائم کرنا ہے بقول شاعر ؎

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے

(باقی صفحہ ۵ پر)

اسلام میں خواتین کا اصل میدانِ عمل

تحریر : مولانا امین احسن اصلاحیؒ

عورت کا اصل میدان عمل اس کا گھر ہے۔ اس لئے **بغیر کسی قطعی ضرورت** کے اس کا کیلئے غیر متعلق کاموں **میں شرکت کیلئے نکلنا** یا سیر سپاٹے' تفریح تماشہ بنی اور **پکنک کیلئے جانا**' اپنے حسن و جمال اور بناؤ سنگار کی نمائش کرتے **پھرنا** ناجائز ہے۔ سورہ احزاب میں حکم ہے کہ :

﴿ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﴾

"اور اپنے گھروں میں ٹک کے رہو اور سابقہ جاہلیت کے سے انداز اختیار نہ کرو اور نماز کا اہتمام رکھو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"۔

س اسلام کے ظہور سے پہلے زمانہ جاہلیت میں جو **باتیں عورتوں میں پائی جاتی تھیں ان کو اسلام نے آکر مٹایا ہے۔ اس لئے اسلام کا پسندیدہ کردار ایک عورت کے لئے** وہی ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے اور اسی کردار کی مسلمان عورتوں کو تعلیم دی گئی ہے۔ اگر اس کردار کے خلاف کوئی بات کسی مسلمان عورت میں پائی جائے گی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے ترقی کی ہے بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے زمانہ جاہلیت کی طرف رجوع کیا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں اگرچہ مخاطب نبی اکرم ﷺ کی ازواج ہیں لیکن یہ ہدایت ان کو مخاطب کر کے اس لئے نہیں دی گئی ہے کہ یہ انہی کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ اس لئے ان کو مخاطب کیا گیا ہے کہ وہ تمام امت کی عورتوں کیلئے نمونہ ہیں۔

ایک مشہور حدیث میں جس میں معاشرہ کے مختلف طبقات کی ذمہ داریوں کو آنحضرت ﷺ نے الگ الگ گنایا ہے اس میں عورت کی اصل ذمہ داری یہ بیان فرمائی ہے کہ :

((والمراة راعية على بيت بعلها وولده وهي مسولة عنهم))

"اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران بنائی گئی ہے اور اس سے ان چیزوں کی باز پرس ہوگی۔"

باہر کے اجتماعی فرائض میں سے اور کاموں کا تو کیا ذکر جو کام نیکی' پاکیزگی اور خدمت دین و ہمدردی خلق کے بہترین کام ہیں' ان میں بھی عورت کی شرکت کو پسند نہیں کیا گیا۔

نماز تمام اجتماعی کاموں میں سے سب سے زیادہ پاکیزہ اور اعلیٰ کام ہے اور چند شرائط کے ساتھ عورتوں کو نماز باجماعت میں شرکت کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ تصریح بھی موجود ہے کہ وبیوتھن خیر لھن "ان کے گھر ان کے لئے مسجدوں سے زیادہ بہتر ہیں"

نماز جمعہ اسلام کی اجتماعی زندگی میں جو اہمیت رکھتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کا صاف حکم ہے کہ عورتوں پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے۔

گوشہ خواتین

جنازے کے ساتھ چلنا انسانی و اسلامی ہمدردی کے **اعلیٰ ترین کاموں میں سے ہے۔ مگر عورتوں کو اس سے بھی روکا گیا ہے** :

عن ام عطية قالت نهينا عن اتباع الجنائز

"حضرت ام عطیہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم کو جنازوں کے ساتھ جانے سے روکا گیا ہے۔"

ان واضح ہدایات کے بعد کون شخص اس میں شک کر سکتا ہے کہ اسلام نے عورت کے لئے اصل دائرہ عمل اس کے گھر کو ٹھہرایا ہے۔

ہمارے لیڈر حضرات دھکیل دھکیل کر عورتوں کو گھروں سے باہر لا رہے ہیں۔ ہر کلب اور ہر انجمن میں' ہر سیاسی تقریب میں' ہر جلسہ اور پریس کانفرنس میں' ہر کھیل اور ہر تماشہ میں عورتوں کو مردوں کے برابر کر دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے اور اگر کسی تقریب میں عورتوں کی کمی محسوس کی جاتی ہے تو اس کا غم منایا جاتا ہے کہ عورتوں کی کمی کے بقدر اسلامی تہذیب وثقافت کے مظاہرہ میں کمی رہ گئی' حالانکہ عورتوں اور مردوں کا آزادانہ اختلاط' ان کا ایک مجلس میں بیٹھ کر خوش گپیاں کرنا' دعوتوں میں باہم مل جل کر کھانا پینا' تفریحات میں ایک ساتھ شریک ہونا اسلام کی تہذیب نہیں ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ اتنی دیر ٹھہر جاتے کہ عورتیں نکل جاتیں تاکہ راستہ میں عورتوں اور مردوں کا تصادم نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی کا ایک دروازہ عورتوں کیلئے خاص کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد عورتوں کے درمیان سے چلے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ انٹرنیٹ کے نرخ چند روز تک مزید کم کر دیں گے۔ (وفاقی وزیر سائنس و ٹیکنالوجی)

✪ لہٰذا لوگ گندم اور پیاز وغیرہ کھانے کی بجائے "انٹرنیٹ" پر گزر بسر کیا کریں۔

☆ امریکہ اور بھارت دہشت گرد ہیں۔ (پروفیسر حافظ سعید)

✪ نہیں نہیں یہ... عالمی ڈاکو بھی ہیں۔

☆ آئندہ سال تبدیلی کا سال ہوگا۔ (بے نظیر)

✪ ہاں جی کچھ سیاستدانوں کی جیلیں تبدیل ہو جائیں گی۔

☆ قوم تاریکیوں سے نکلنا چاہتی ہے۔ (اسفندیار ولی)

✪ مگر آپ جیسے سیاستدان ایسا نہیں ہونے دیتے!

☆ میں اقتدار کا نہ پہلے بھوکا تھا نہ اب ہوں۔ (طاہر القادری کی وضاحت)

✪ قادری صاحب نہ جانے 'اقتدار' سے کیوں دور "بھاگتے" ہیں!

☆ جیل کی ہوا نواز شریف کو اچھا سیاستدان بنا دے گی۔ (سردار قیوم)

✪ یقین تو نہیں آتا مگر "سردار صاحب" کہتے ہیں تو ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔

Vol : 9 | Regd. CPL No.127 | No.37

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

تنظیم اتحاد بین المسلمین اسلام آباد کے زیر اہتمام کانفرنس سے مقامی ہوٹل میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد، سردار عبدالقیوم، محمود علی خان، منور حسن، ادیب جاودانی اور کرنل (ر) عبدالرحمن خطاب کر رہے ہیں

امیر تنظیم اسلامی کے ۲۸/ اگست کو اسلام آباد میں ہونے والے درسِ قرآن کی پریس ریلیز

معیشت کی بحالی کیلئے سب سے اولین چیز سود سے نجات ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ۲۸/ اگست کو کمیونٹی سنٹر اسلام آباد میں ہونے والے درس قرآن حکیم کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر امریکہ ہمارے ایف۔۱۶ کی رقم ہڑپ کر سکتا ہے تو ہمیں بھی اس کو سود ادا کرنے کے سلسلہ میں صاف انکار کر دینا چاہئے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا عنقریب مشرق وسطیٰ میں انسانی تاریخ کی سب سے بڑی ہونے والی جنگ میں اپنا بہتر کردار ادا کرنے کیلئے ہمیں اپنے ملک میں نظام خلافت کو قائم کرنا چاہئے، کیونکہ یہاں طاغوتی نظام رائج ہے۔

حلقہ بالائی سندھ کے زیر اہتمام میہڑ میں دعوتی ریلی

حلقہ سندھ بالائی کے سینئر رفقاء کے مشورہ سے یہ طے ہوا تھا کہ ہر مہینے کسی نہ کسی شہر میں دعوتی و تعارفی ریلی نکالی جائے۔ سکھر میں ایک مظاہرہ اور ریلی ۱۴/ اگست کے حوالے سے منعقد کی گئی تھی۔ اس مہینے کے لئے میہڑ کا انتخاب کیا گیا۔ ۱۰ ستمبر کو ایک ریلی نکالی گئی۔ سینئر رفقاء کے مشورہ سے ۱۰ بینر اور ۱۲۰ ایپرن سندھی زبان میں تیار کروائے گئے۔ ریلی بالکل خاموش اور بہت ہی منظم تھی۔ ریلی میں تقریباً ۵۰ افراد شریک تھے، جس کا اختتام منارہ چوک پر کئی تقاریر کے ساتھ ہوا۔ اسرہ میہڑ کے نقیب احمد صادق سومرو اور ان کے رفقاء نے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے بہت محنت کی تھی۔ احمد صادق صاحب کی جوشیلی اور جذبہ سے بھرپور تقاریر نے سامعین کو متوجہ اور مسحور کیا۔ ان کے علاوہ اورنگ زیب منگھی، عبدالمالک منگھی، عبدالکریم سومرو اور منظور لاکھیر صاحبان نے بھی مختصر تقاریر کیں۔ تین ہزار سے زائد ہینڈ بل بھی تقسیم کئے گئے۔ لوگوں ریلی میں بہت دلچسپی ظاہر کی۔ مقامی اخبارات "شام" اور "کاوش" کے علاوہ دیگر اخبارات نے بھی ریلی کی خصوصی کوریج کی۔

ضرورت رشتہ

ارائیں خاندان کی ۲۸ سالہ دوشیزہ (ایم اے اسلامیات، والد ڈاکٹر) کے لئے دینی مزاج کے حامل خاندان سے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: مدیر ندائے خلافت، 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور

تنظیم	اسلامی	کا پیغام
نظام	خلافت	کا قیام

سردار عبدالقیوم، امیر تنظیم اسلامی کا خطاب بغور سن رہے ہیں

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے زیر اہتمام کوئٹہ میں

ان شاء اللہ العزیز،

یکم اکتوبر بروز اتوار ۱۰ بجے صبح، بمقام چلڈرن اکیڈمی ہال خوجک روڈ

(بالمقابل یونیورسٹی لاء کالج کوئٹہ)

جلسۂ عام

منعقد ہوگا، جس میں

درج ذیل اکابرین خطاب فرمائیں گے

☆ مولانا محمد مختار گل، امیر تحریک اسلامی ☆ ڈاکٹر اسرار احمد، امیر تنظیم اسلامی

☆ مولانا محمد اکرم اعوان، امیر تنظیم الاخوان ☆ مولانا مبشر احمد، مرکزی جمعیت اہلحدیث

برائے رابطہ:

دفتر تنظیم اسلامی کوئٹہ 28- السید بلڈنگ جناح روڈ فون 842969

مزید معلومات: مرکزی دفتر تنظیم اسلامی لاہور فون: 6366638-6316638